نمبر دوم جلد نوزدہم (۲) (۱۹)



جب اسکے تنبول لینے کے دن آئے تو ممبر اور ہو گئے۔ پہلے مر گئے یا باقاعدہ نکل گئے۔ یا امر دوم کے اڑنگے یا شکنجہ میں آکر خارج کئے گئے۔ یا پہلوں کے ساتھ اور شامل ہو گئے۔ لہذا اس فنڈ میں اس صورت کا فرض کرنا کہ جن اشخاص کو دائن نے روپیہ دیا تھا ان ہی سے وہ تنبول لینے کے وقت اپنا روپیہ واپس لیتا ہے۔ ایک فرض خلاف واقعہ ہے۔ یہاں تو مجموعہ ممبران موجودہ کمیٹی سے لین دین ہوتا ہے۔ جو بحیثیت مجموعی وحدانی بالاستقلال چندہ لیتے اور اسکے عوض تنبول دیتے ہیں جس میں سود قرض پایا جاتا ہے۔ اور اگر واقعہ سے آنکھ کو بند کر لیں اور قواعد و شروط فنڈ سے بھی نظر اٹھا لیں اور بطور فرض محال فرض کر لیں کہ اس دائن کے مدیون صرف وہی لوگ ہیں جن لوگوں کو اُسنے ایک ایک روپیہ دیا تھا جو اَب اُسنے لیا ہے یا یہ فرض کر لیں (جو بالکل خلاف واقعہ فرض ہے) کہ ممبران فنڈ صرف پینتالیس اشخاص تھے اور پینتالیس ہی رہیں گے جنکو اسکا ایک ایک روپیہ پہنچا۔ اور ایک ہی ایک وصول ہو کر کل تنبول پینتالیس ہی ہوگا۔ تو اسصورت میں دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس قرض کو ممبران فنڈ نے ناجائز شروط سے مقید کر رکھا ہے جسکا بیان امر اول دوم و سوم و چہارم میں ہو چکا ہے۔ اور حنفی مذہب میں قرض میں میعاد مقرر کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ جسوقت دائن مطالبہ کرے اسیوقت مدیون کو اسکا ادا کرنا لازم ہے چنانچہ مسئلہ چہارم میں گذرا۔ اور یہاں مدت ایک سال پہلے سے ممبر کو حق نہیں دیا گیا۔ کہ وہ اپنے قرض کا مطالبہ کرے۔ اور قرض میں جائز شروط بھی ہوں تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مسئلہ اوّل میں ذکر و بیان ہوا ہے پھر وہ ناجائز شروط سے کیونکر جائز ہو سکے۔

اس قسم کی شروط کی وجہ سے پرانی رسم و سابق دستور کا تنبول شرعًا جائز نہیں سمجھا۔ کیونکہ اسمیں بھی اس قسم کی شروط پائی جاتی تہیں۔ کہ تنبول دینے والوں کو کھانا کھلایا جائے۔ یا خشک بھاجی دیجاوے اور اُسکے عوض کا مطالبہ وقت شادی یا مرگ سے پہلے نہ ہو وعلیٰ ہذا القیاس۔ ان شروط کی وجہ سے پرانا تنبول ناجائز ہوا تو پھر انجمنوں کا مجوزہ تنبول جسمیں

ناجائز شروط کا اضافہ ہوا ہے کیونکر جائز ہو۔ ہاں اگر تنبول صرف بہ نیت تبرع و احسان بلا شرط وصول عوض ہو یا اگر وہ بطور حسنہ قرض ہو تو اُسکے ساتھ کھانا لینے کی۔ یا اور شرط نہ ہو۔ اور اس کے مطالبہ کا حق بھی ہر وقت تنبول دہندہ کو دیا جائے تو اُسصورت میں تنبول جائز ہو۔ بلکہ داخل احسان و معاونت خیر ہو کر موجب اجر و ثواب ہو۔ مگر ایسا نہ قدیم دستور ہندو و مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ اور نہ اب اسلامی انجمنوں میں ہوتا ہے۔ لہذا یہ تنبول اگر برابر کا برابر بھی ہو۔ اور سود قرض سے خالی ہو تب بھی بوجہ شروط زائدہ (جائز ہوں خواہ ناجائز) ناجائز ہے۔

کتب فقہ میں لکھا ہے (چنانچہ مسئلہ اول سے بیان ہوا۔) کہ قرض میں فاسد شروط کرنے سے خود شروط لغو ہو جاتی ہیں۔ وہ عقد قرض کو باطل نہیں کرتیں۔ اور عوض قرض برابر کا برابر بلالحاظ شرط واپس کرنا جائز ہوتا ہے۔ مگر تنبول مروجہ پرانے طریق پر ہو خواہ انجمنوں کے طریق جدید پر اس مسئلہ سے فائدہ اٹھا کر صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس تنبول والے اپنی فاسد شرطوں کو پورا کرتے ہیں۔ انکو لغو قرار دیکر ردّ شل بلا شروط عمل میں نہیں لاتے۔ لہذا وہ اس مسئلہ سے تمسک نہیں کرسکتے اور مستفید نہیں ہوسکتے

**تیسری صورت** اس تنبول میں یہ فرض کیجا سکتی ہے کہ مجموعہ اس چندہ کو جو ممبر اس فنڈ میں وقتاً فوقتاً دیتے ہیں ہبہ بالعوض قرار دیں۔ اور ممبر چندہ دہندہ کو واہب اور کمیٹی کو موہوب لہ ٹھراویں تو اُسصورت میں پنتالیس روپیہ اور کچھ زیادہ مختلف اوقات میں بطور ہبہ دیکر سینکڑوں روپیہ دوسرے وقت میں وصول کرنا ربا فضل اور ربا نسیہ دونوں کو ثابت کرتا ہے کیونکہ ہبہ بالعوض بیع کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور شرعاً بیع کہلاتا ہے چنانچہ مسئلہ (سوم) میں ثابت ہوا۔ ازانجا کہ یہاں ہبہ روپیہ بعوض روپیہ ہے لہذا یہ بیع صرف قرار پاتی ہے جسمیں کمی و بیشی ربا فضل کہلاتا ہے۔ اور ادھار سے ربو نسیہ لازم آتا ہے۔ جس کی ممانعت مسئلہ (دوم) میں ثابت ہو چکی ہے۔

**چوتھی صورت** اس تنبول میں یہہ فرض کیجا سکتی ہے کہ چندہ دینے والے ممبرونکو صرف امدادی چندہ کی نظر سے واہب قرار دیں۔ اور تنبول لینے والے کو موہوب لہ ٹہرادیں۔ اور کمیٹی کو صرف وکیل و واسطہ ہبہ فرض کرلیں تو اس صورت میں (با وجودیکہ اسکا فرض کرنا واقعہ کے مخالف ہے یہاں لینے والا کوئی ہوتا ہے دینے والا کوئی اور بن جاتا ہے جسکا بیان صورت دوم میں گذرا) گو ربا فضل پایا نہیں جاتا۔ ہر ایک ممبر سے ایک روپیہ کے بدلے ایک ایک روپیہ ملتا ہے، مگر اسمیں ربا نسیہ لازم آتا ہے یعنے روپیہ کا ہبہ اَور وقت میں ہوتا ہے اور اسکا بدل تنبول ایک مدت کے بعد دوسرے وقت میں پایا جاتا ہے اور اس ربا نسیہ کی ممانعت مسئلہ **دوم** میں ثابت ہوچکی ہیں۔

یہ چاروں صورتیں اسوقت فرض کی جاسکتی ہیں جبکہ چندہ دینے والوں کو اُسکے عوض میں تنبول وصول ہو۔ اور وہ کسی قانونی لپیٹ میں آکر مارا نہ جائے۔ مگر یہ وصولی یقینی نہیں کیونکہ بشہادت امر (دوم) ممکن ہے چندہ دینے والوں سے انجمن کی شروط و قواعد و ہدایات کا خلاف ہو اور کسی سزا و تعزیر میں اسکا روپیہ ضبط ہو جاوے اور حقوق تنبول وغیرہ باطل اس حالت کی نظر سے اس تنبول کی نسبت یہ پانچویں صورت بھی فرض کیجا سکتی ہے۔ کہ یہ عقد ایک قمار یا لاٹری (جسکا حکم مسئلہ پنجم میں ہوچکا ہے۔) بنجاوے۔ اور امید وصولی صدہا روپیہ کی ہو اور ہاتھ میں خاک بھی نہ آوے۔ بلکہ دیا ہوا روپیہ بھی ہاتھ سے جاوے۔

یہ تو بہ نیت حصول تنبول **چندہ والے** کے لئے اسکے قمار یا لاٹری ہوجانے **کی صورت** ہے۔ اب **اسکے مقابلہ** میں انجمن یا یوں کہو کہ باقی ممبران انجمن کے حق میں (جو صدہا روپیہ تنبول اکٹھا کرکے اس نیت سے دیتے ہیں کہ ہم بھی ایک ایک دن اسیطرح ملکے دیکر صدہا وصول کرینگے) اس کے قمار یا لاٹری ہوجانے کی صورت بیان کیجاتی ہے کہ انمیں سے بھی ہر ایک کا اس سزا و تعزیر کا (جسکا بیان امر دوم میں گذرا) محل ہونا اور اسوجہ سے اُسکا تنبول سے محروم ہوجانا ممکن ہے۔ اور اگر بالفرض انمیں سے کوئی محل تعزیر و سزا ہو کر

27 الف

خارج نہو تو پہر بھی ممکن ہے کہ اکثر ممبر (کیونکہ اس فنڈ میں تنبول کی درخواستوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کی) تنبول لیکر بحکم دفعہ ۴ قواعد خارج ہو جائیں۔ اور پہر وہ ممبر نہ بنیں۔ لہذا باقیماندہ ممبروں کی قلت کی وجہ سے تنبول دینے والوں کو اپنے وقت ضرورت پر اسقدر رقم وصول نہ ہو جسکی امید پر وہ تنبول دیتے رہے ہوں۔ چنانچہ حال ۱۸۹۸ء میں ایسا ہی اتفاق ہوا ہے۔ کہ درخواستیں شادی و تنبول کی زیادہ آگئیں۔ اور ممبر امید سے کم نکلے۔ لہذا فی کس ۲۰۸ روپیہ تنبول حاصل ہوا۔ جس سے ان ممبروں کی جو سینکڑوں کی آس و امید میں بیٹھے تھے آنکھ کھل گئی۔ اور بعض ارکان انجمن نے ہمارے سامنے (جبکہ ۱۰ جون ۱۸۹۸ء کو ہمکو گوردسپورہ پہنچنے کا اتفاق ہوا۔) صاف یہ بات کہدی کہ واقعی یہ تنبول ایک لاٹری کا قسم ہے۔ اور اسی جگہ ہمنے یہ بھی سنا تھا کہ تنبول کی اسقدر کمی دیکھ کر اب اسکے ممبر کم ہو گئے ہیں جس سے ہمارے اس خیال و مقال کی پوری تصدیق ہوئی۔ اور یہ بھی ممکن ہو کہ جائز یا ناجائز وجوہات سے فنڈ ہی ٹوٹ جاوے۔ اور کسی تنبول دینے والے کو کچھ بھی وصول نہو

بہرحال اس فنڈ کا ہر ایک ممبر تنبول دینے والا ہو خواہ لینے والا معرض خطرہ اور خوف و تردد میں ہے کہ دیکھو ہم سب [illegible] ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔



## جواب استفتاء انجمن معین المسلمین لاہور

اس انجمن کا یہ دعویٰ ہے کہ اسکو دوسری اس قسم کی اسلامی انجمنوں پر ۱۳ وجوہ سے فضیلت و فوقیت ہے۔ از انجملہ اسکی دوم۔ سوم۔ و ہفتم وجوہات یہ ہیں:۔

(۲) سوائے اس انجمن کے ہندوستان بہر میں اور کوئی انجمن قرضہ اتار نے کرنے جائیداد خریدنے وغیرہ دیگر ضروریات کیلئے روپیہ نہیں دیتی۔ (۳) سوائے اس انجمن کے آجتک کسی دیسی اسلامی انجمن نے ممبروں کو پنشن (وظیفہ) دینے کا کوئی ڈہنگ نہیں نکالا۔ (۷) امداد طلب درخواستوں کی تعداد کسی انجمن نے سوچ سمجھ کر مقرر نہیں کی کسی انجمن نے تو یہ شرط لگا دی کہ فی ماہ چار سے زیادہ درخواستیں منظور نہیں کیجاوینگی جس کل ممبروں کو وقت پر روپیہ ملنا سخت مشکل ہو گیا اور چونکہ اس حساب سے سال بہر میں صرف (۴۸) ممبر مدد لے سکتے ہیں اسلئے (۵۰۰) ممبروں کیلئے (۱۰۰) سال چاہئیں حالانکہ آجکل بحساب اوسط (۳۰) سال زیادہ کوئی جی نہیں سکتا۔ اور کسی انجمن نے کوئی حد ہی نہیں ٹھہرائی بلکہ یہ لکہدیا کہ فلاں تاریخ تک جسقدر درخواستیں آوینگی

منظور کیجاویگی کسقدر دہوکا ہو کہ ایکطرف تو ہزاروں کی امید دلائی جاتی ہے اور دوسری طرف ایسی کارروائی کیجاتی ہے کہ سو بھی پلے نہیں پڑتے فرض کرو (۵۰۰ نمبر موجود ہیں اور تاریخ مقررہ تک (۶) ورخواستیں یا اس سے بھی زیادہ آگئیں تو فی کس مشکل سے نو ہی ملے اب فرمائیے کہ فائدہ کیا ہوا اگر اس انجمن کے بیدار مغز کارکنوں نے دونو پہلو سوچکر وہ طریق اختیار کیا جس سے یہ دونو نقص دور ہوگئے دیکھو قاعدہ (۷۲)

مگر غور سے دیکھا جائے تو یہ انجمن بھی دہوکہ کا محل یا اُسکا موجب ہونے میں دوسری اس قسم کی انجمنوں سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ بضمن امر سوم امور مندرجہ قواعد انجمن ظاہر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالی اور گناہ کے نمبروں میں اوروں سے بڑہ گئی ہے اور اور انجمنیں تو صرف شادی مرگ پر ربا یا قمار کے معاملات کی مجوز ہیں یہ انجمن علاوہ بر آن حج بھی (جو ایک عبادت ہے) مال رباء سے تجویز کرتی ہے۔ اور اس ربا سے عمر بسر کرنی یعنے پنشن لینی بھی تجویز کر چکی ہے۔ اس انجمن نے علماء سے استفتا پیچھے کیا۔ مگر پہلے ان سب معاملات کو اپنی تجویز سے جائز کر لیا۔+

اس انجمن کے سوال کا جو صفحہ ۵۶ میں بلفظہ منقول ہوا ہے حاصل یہ ہے کہ چند صد یا ہزار آدمیوں نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم میں سے جس شخص کے ہاں شادی ہوگی ہم سب اُس کو ایک خاص رقم دینگے یعنی فی کس ایک ایک روپیہ بطور تنبول دینگے۔ ہم میں سے ایک شخص جس نے اس معاہدہ کے موافق ہنوز چار یا پانچ اشخاص ممبران کو صرف چار یا پانچ روپیہ دیئے ہیں۔ اپنی شادی کے موقع پر ہزار ممبران انجمن سے ایک ہزار لیتا ہے۔ اُسکے وہ چار یا پانچ روپیہ بطور احسان ہیں۔ یا قرض۔ اور چار یا پانچ روپیہ احسان یا قرض کے بدلے اسکو ایک ہزار روپیہ لینا جائز ہے۔ یا نہیں۔؟

اس سوال کے ساتھ جو پرچہ قواعد انجمن آیا اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال ناتمام ہے۔ اسمیں یہ لکھنا بھول یا چھوٹ گیا ہے یا یوں کہو کہ وہ انڈرسٹڈ (یعنے مفہوم ہوتا تھا) اسلئے عمداً چھوڑا گیا ہے۔ کہ تنبول دینے کے معاہدہ کے ساتھ یہ بھی عہد ہوا تھا کہ جسقدر روپیہ ہم دینگے۔ اسکے عوض میں اس سے ہزار درجہ یا سو درجہ بڑہ کر یا برابر کا برابر لینگے۔ بلا عوض کچھ نہ دینگے۔" سوال کی صورت واقعی یہی ہے اور عوض لینا بھی اس معاہدہ میں

داخل ہی تو پھر اسکا حکم شرعی بیان ماسبق سے صاف ظاہر ہے کہ یہ معاہدہ شرعاً کسی صورت سے جائز نہیں ہے **پہلی صورت قرض کی** فرض کیجائے تو جائز نہیں۔ اور اس میں پانچ روپیہ دیکر ایک ہزار لینا صاف سود قرض ہے۔ اور اگر بلحاظ فرادی فرادی ممبروں کے **دوسری صورت** (ایک روپیہ قرض کے بدلے ایک روپیہ لیا جانا) فرض کی جائے تو (باوجودیکہ اس صورت کا فرض کرنا خلاف واقعہ ہے خصوصاً اس انجمن کے اصول میں جس نے اپنے قواعد کی دفعہ ۵۴ میں صاف کہدیا ہے "کہ جو روپیہ بطور تنبول ممبر کو دیا جاتا ہے وہ بنظر امداد انجمن کی طرف سے دیا جاتا ہے") **وہ شروط کے سبب** ناجائز ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسمیں **تیسری صورت** (اسکو ہبہ بالعوض) فرض کیا جائے تو اس نظر سے جائز نہیں کہ اسمیں پانچ روپیہ کا ہزار روپیہ سے بطور ادھار مبادلہ ہوتا ہے اور اسمیں ربا فضل اور ربا نسیہ دونو پائے جاتے ہیں۔ اور اگر اسمیں **چوتھی صورت** فرض کیجئے۔ (جسکا فرض کرنا خلاف واقعہ ہے۔) کہ اسمیں ہر ایک ممبر کو فرادی فرادی ایک روپیہ بعوض ایک روپیہ ہبہ ہوتا ہے۔ تو اسمیں گو ربا فضل نہ ہو مگر ربا نسیہ پھر بھی موجود ہے۔ اور اگر اسمیں **پانچویں صورت کا خیال** کریں اور اس انجمن کے ممبر [illegible] حالات کو [illegible] جنمیں وہ بارتکاب تقصیرات تنبول سے محروم کئے جائیں۔ یا وہ جائز طور پر انجمن سے نکل جائیں۔ اور انکی تعداد بہت کم ہو جائے۔ یا یہ انجمن ٹوٹ ہی جائے تو اس صورت میں انجمن کا معاملہ ایک قمار یا لاٹری بن جاتا ہے۔ **اس انجمن کی نسبت یہ شرعی حکم** بیان ماسبق سے **اسلئے ظاہر ہوتا ہے** کہ اس انجمن کے اصول و قواعد سے بھی وہی پانچوں امور بلکہ کچھ اُنسے بڑھ کر ثابت ہوتے جو قواعد مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور وہ اس حکم کا مدار ہیں۔ **لہذا یہ انجمن بھی اس حکم کا محل ہے** جس حکم کا محل مسلم تنبول گورداسپورہ ہے۔

**امر اوّل** (چندہ بذمہ ممبر) **اسکی دفعات ۳۷ و ۶۰ و ۸۳ و ۸۹ و ۹۳ میں** ہے کہ ہر ممبر اسکا بابت داخلہ و چندہ سالانہ و قیمت اسٹامپ اور دو سال کے لئے چندہ سالم

للعہ نصف یعنی ۴؍ چہارم سے بابت امدادی شادی فنڈ۔ اور دو سال کے لئے للعہ چندہ ریلیف فنڈ (امداد عام) اور ایک روپیہ فی حصہ منجملہ حصص پنشن فنڈ **امر دوم (چندہ نہ دینے یا اور حکم عدولی پر محرومی) اس کی دفعہ ۴۴ و ۶۶ و ۸۹ و ۹۳ میں پایا** جاتا ہے کہ جو شخص چندہ امدادی وغیرہ مطابق ۳۷-۰-۶۰ و ۸۳ وقت مقررہ پر نہ دیگا وہ جملہ حقوق سے محروم ہوگا۔ اور ایسا ہی نمبر ۳ سے درخوہست داخلہ نقشہ الف میں جسکے ذریعہ سے وہ ممبر ہوتا ہے۔ اقرار لیا جاتا ہے کہ وہ فنڈ کے کسی قاعدہ کا خلاف کریگا۔ تو اسکے جملہ حقوق زائل ہونگے۔ اور اُسکی دفعہ ۷۴ میں یہ بھی حکم لگایا گیا ہے کہ جو ممبر اپنا دیا روپیہ میعاد مقررہ سال یا دو سال سے پہلے واپس طلب کریگا۔ تو اسکا روپیہ ضبط اور اُسکے جملہ حقوق زائل ہونگے۔ **امر سوم (معاوضہ چندہ اور اسکے شروط)** اسکی دفعات ۶۰ و ۶۱ و ۶۴ و ۶۵ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۴ و ۷۶ و ۷۹ و ۸۴ میں ہے کہ ممبر شادی فنڈ کو فی ممبر ایک روپیہ یا ۸؍ یا ۴؍ لیکر اسکی مقرری چندہ للعہ یا عہ للعہ یا عہ کے حساب سے مطابق دیا جائیگا۔ زیادہ سے زیادہ نمبر اول کو ایک [illegible] دوم کو [illegible] سوم کو [illegible] اور اس معاوضہ لینے کی شروط یہ ہیں۔ (۱) میعاد شادی مقرر کرنا (۲) میعاد ختم ہونے پر سرٹیفکیٹ اور تمغہ انجمن میں واپس بھیجنا۔ (۳) ایک سال کے پہلے درخوہست امداد نہ کرنا (۴) ایک مہینے میں چار درخوہستوں سے زیادہ منظور نہ کیجائے گی۔ ہاں بصورت گنجائش زیادہ بھی ہونگی۔ مگر اس گنجائش کی اس انجمن نے کوئی حد اور معنے بیان نہیں کئے۔ اور نہ یہ بتایا کہ کم از کم کس قدر روپیہ ایک درخوہست والے کو دیا جائیگا۔ اپریل ۱۸۹۸ء میں جو اُسنے تنبول اللعہ للعہ پانچ اشخاص میں تقسیم کیا ہے اسمیں ایک سو دو روپیہ فی کس آئی ہیں۔ یہی روپیہ دس بلکہ بیس اشخاص کو بھی تقسیم ہوسکتا تھا۔ اور ان سب کی اسمیں گنجائش تھی۔ انجمن کا ادنے حد مقرر نہ کرنے اور گنجائش کی شرح نہ کرنے سے اس انجمن کے قواعد میں دہوکا پایا جاتا ہے سینکڑوں کے امیدوار کو ہوائیاں بھی پتے نہیں پڑتیں۔ اور یہ اس دہوکہ سے زیادہ ہے۔ جسکا الزام اس انجمن نے دوسری انجمنوں کو دیا ہے۔ (چنانچہ

بصفحہ ۲۷ - اسکا ذکر ہوچکا ہی -) اور اسوجہ سے مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ کو جسنے اونے حد مقرر کردی اور کہدیا ہی کہ وہ تنبول مقدار چندہ ممبر سے کم نہ ہوگا - اور اگر کم ہوگا تو ممبران از خود زائد چندہ دیکر پورا کردینگے - اس انجمن پر ترجیح ثابت ہوتی ہے -

**امر چہارم (چندہ کا عوض نہ ملنے پر اسکا واپس نہ ملنا)** اسکی دفعہ (۵۶) و ۹۷ میں ہی جنمیں لکھا ہے کہ جو ممبر امداد حاصل کرنے سے فوت ہوجائے تو اسکی جگہ اسکے وارث کو تنبول ملیگا - اگر وہ بجائے اُسکے ممبر بنا رہے اور چندہ معمولی دیتا رہے یا اسکے یتیم بچہ کو دیا جائیگا - اگر انجمن حمایت اسلام اسکے مربیّ بن جائے ورنہ اسکا چندہ واپس دیا جائیگا -

**امر پنجم (وصول تنبول کے بعد ممبر کیسے خارج ہوجاتا ہے)** ہرچند اس انجمن میں کوئی ایسی دفعہ قایم نہیں کیگئی جسکی رو سے ممبر بمجرد وصول تنبول ممبری انجمن سے خارج ہوجائے مگر وصول تنبول کے بعد اسکا خارج ہونا آسانی سے اور بلا تاوان و تکلیف یوں ممکن ہے کہ وہ آیندہ چندہ سالانہ ندے یا کسی اور قاعدہ انجمن کا خلاف کرے اور بحکم دفعہ ۴۴ وغیرہ خارج کیا جائے - اس طور سے خارج ہوجانے پر اسپر واپسی تنبول وصول شدہ کی سزا نہیں لگائی گئی جیسے کہ دفعہ ۴۸ میں غلط بیانی اور دہوکہ دہی پر یہ سزا تجویز کی ہے -

امور خمسہ کا تفصیل مسطورہ سے اس انجمن میں پایا یقین دلاتا ہے کہ اس انجمن کا شادی فنڈ اور ریلیف فنڈ بھی اسی حکم شرعی کا مورد و محل ہے جو مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ کی نسبت بیان ہوا ہے - رہا اس انجمن کا پنشن فنڈ سو اُسکو بھی انجمن نے تو شادی فنڈ و ریلیف فنڈ کی مانند ایک معاوضہ و تبادلہ بنا کر اُن ہی کے حکم کا مورد بنا دیا ہے - اور انکے بیان و قرار کے موافق وہ کوئی صورت جواز شرعی نہیں رکھتا - ہاں اگر ممبران انجمن اس فنڈ کو عقد شراکت کی صورت میں کرنا چاہیں اور اپنی شروط فاسدہ سے اُسکو بری کرکے شرعی شروط شراکت اس میں لگا دیں تو وہ عقد جایز ہوسکتا ہے - ممبران انجمن اس امر کی خواہش کرینگے تو ہم اُنکی شرعی صورت اور اُسکے شروط کو بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ -

## شادی فنڈ انجمن خیر اندیش لاہور کے متعلق استفتاء کا جواب

اس انجمن کے قواعد و شروط بھی تقریباً وہی ہیں جو انجمن معین المسلمین لاہور کے ہیں۔ اور ان قواعد میں وہی امور خمسہ پائے جاتے ہیں۔ جو اس انجمن کے قواعد میں پائے جاتے ہیں۔

**امر اوّل** (چندہ بذمہ ممبر) فیس داخلہ و چندہ سالانہ قیمت سٹامپ ۱۲ ر (اسکی دفعہ ۲۲ میں ہے) علاوہ ازاں چندہ امدادی دو سال کے لئے لکھی ہوئی میں دفعہ ۳۱ میں۔

**امر دوم** (چندہ ادا نہ کرنے یا اور حکم عدولی کرنے جملہ حقوق سے محرومی) اسکی دفعہ ۶، ۷ و ۷۷ میں ہے۔ اور نیز اس اقرار نامہ میں جسکی روسے ممبر داخل انجمن ہوتا ہے۔

**امر سوم** (چندہ کا معاوضہ اور اُسکے شروط) اُسکی دفعہ ۲۸ و ۵۰ میں ہے۔ کہ ہر ایک ممبر سے ایک ایک روپیہ وصول کرکے ایک ہزار روپیہ تک تنبول ملیگا۔ اس شرط سے کہ دو سال کے بعد درخواست ہو۔ (۲) تمغہ تقرری ممبری اور سارٹیفکٹ درخواست کے ساتھ واپس آوے۔ (۳) [illegible]

**امر چہارم**۔ (ممبر کو عوض چندہ تنبول نہ ملنے پر واپسی چندہ) اسکی دفعہ ۱۶ وغیرہ میں ہے کہ اگر ممبر حصول تنبول سے پہلے فوت ہو جائے۔ اور اسکا قائم مقام اُسکا وارث نہ ہو تو اسکا صرف چندہ امدادی اُسکے وارث کو واپس دیا جائے۔ باقی چندہ سالانہ وغیرہ انجمن کا رہا۔

**امر پنجم** (بعد وصولی تنبول کے بعد ممبری سے خارج ہونا) گو اس انجمن کے قواعد میں بھی درج نہیں ہے۔ مگر وہ اسکی دفعہ ۶۴ کے نوٹ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ تنبول وصول کرنے کے بعد چندہ سالانہ سے انکار کریگا یا کوئی اور حکم عدولی کریگا تو وہ ممبری انجمن سے خارج ہوگا۔ اور اسپر کوئی تاوان بھی عائد نہ ہوگا۔ جیسا کہ جھوٹے بیان پر امداد حاصل کرنے سے بموجب دفعہ ۸۰ عائد ہوتا ہے۔

**لہٰذا اس انجمن کی نسبت بھی وہ حکم شرعی اور وہی فتوٰے ہے۔ جو انجمن**

معین المسلمین لاہور کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اگر اسکو قرض فرض کرلیں تو اُسکے جواز کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ یہ قرض اصل سے بڑھ کر وصول کیا جاتا ہے۔ اور اسمیں ناجائز شروط کا بھی انضمام ہے ہبہ قرض کریں تو بھی یہہ جائز نہیں۔ کیونکہ ہبہ روپیہ بعوض روپیہ بیع صرف کے حکم میں ہے۔ جسمیں بڑھوتری اور اودھار دونو حرام ہیں۔ اور بعض حالات اور صور تو نہیں یہہ قمار یا لاٹری ہوجاتا ہے اگر انجمن اسکو کسی قصور پر ممبری سے خارج کردے یا یہہ خود قواعد انجمن کا خلاف کرکے خارج ہوجاوے۔

## انجمن محمد محمدی برادران لاہور کے استفتا کا جواب

اس انجمن کے سوال و استفتا میں بھی وہی فروگذاشت ہوئی ہے جو انجمن معین المسلمین لاہور کے استفتا میں ہوئی ہے۔ کہ معاہدہ کے مضمون میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ جو رقم ہر ایک ممبر کسی ممبر کے فوت ہونے پر دیگا۔ وہ اس رقم کے عوض میں اور اسکے وصولی کی شرط پر ہوگی۔ جو اسکی وفات پر اُسکے وارثوں کو انجمن دیگی۔ اسی شرط معاوضہ سے یہ معاملہ شرعاً ناجائز و فاسد ہوا ہے۔ پھر اُسیکی سوال میں فروگذشت ہوئی تو انجمن نے سوال ہی [illegible] مولوی محمد حسن صاحب [illegible] نے اسکا جواب دیا تو وہ جواب ہی کیا ہوا۔ شاید انجمن تو یہ کہہ سکتی ہے کہ یہ شرط معاوضہ انڈرسٹڈ (مفہوم) ہوتی ہے۔ اسلئے ہمنے اسکا ذکر چھوڑ دیا۔ مجیب اول مولوی صاحب بھی کیا عذر کرینگے؟ اور اس شرط عوض کا لحاظ فروگذاشت کرینگے یا جواب دینگے؟ کچھ نہ دیکھیں گے اور کبھی نہ دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالے۔

اس استفتاء کے جواب میں یہہ شرط معاوضہ اور چار امور اور واجب اللحاظ ہیں جن کو ہم بہ ترتیب سابق بیان کرکے اسکا جواب دیتے ہیں۔ امور مذکورہ مندرجہ قواعد انجمن ہا دیگر سے صرف امر چہارم (واپسی چندہ) کا اسمیں ذکر نہیں ہے۔

**امر اوّل۔** ذمہ ممبر کے ذمہ چندہ، اس انجمن کا چندہ سالانہ داخلہ و فیس سٹامپ ۱۴ ؏ ہے۔ اور چندہ امدادی ایک روپیہ ماہوار۔ (دفعہ ۴ و ۵ و ۶ و ۱۳)۔

**امر دوم** - (چندہ نہ دینے کا تاوان) تین دفعہ چندہ مانگنے اور تین مہینے تک چندہ امدادی نہ بھیجنے یا درخواست داخلہ نقشہ ب میں دروغ بیانی کرنے پر جملہ حقوق زائل ہونگے (دفعہ ۱۴ و ۲۳) - ۹ -

ان ہی دفعات ۱۴ و ۲۳ سے امر پنجم یعنے ممبری انجمن سے علیحدہ ہوجانا ثابت ہوتا ہے گو یہ علیحدہ ہونا حصول امداد کے بعد ہو -

**امر سوم** - (اس چندہ کا معاوضہ اور اسکی شروط) چندہ کا معاوضہ چندہ دہندہ کو تا حین حیات کچھ نہ ملیگا - بعد وفات انجمن ہر ایک ممبر سے ایک روپیہ وصول کرکے اسمیں سے اپنا حق فیصدی پانچ روپیہ کاٹ کر باقی اس متوفی ممبر کے وارث کو دیگی اس قسم کے طالب کئی جمع ہوگئے - تو وہی روپیہ انکو بحصہ مساوی تقسیم کردیگی - بہر دو صورت اس روپیہ کی تعداد پانچہزار سے زیادہ نہ ہوگی جو روپیہ زیادہ وصول ہوگا وہ انجمن کا ہوگا - (دفعہ ۲ - ۵ - ۷ - ۱۳ - ۱۵ -)

اس معاوضہ ملنے کی ایک شرط یہ ہے کہ اطلاع وفات ممبر ایک مہینے کے اندر انجمن میں پہنچے بعد [illegible] - (دفعہ ۴۸)

دوسری شرط یہ ہے کہ عرصہ تین مہینے کے بعد امداد ملے گی - (دفعہ ۴۹)

اس انجمن کے قواعد میں نمبر ۲ و ۵ میں امداد حیات کا ذکر بھی ہوا ہے - مگر تمام قواعد میں اس امداد حیات کے کوئی تشریح اور حد اور شرط بیان نہیں ہوئی - لہذا ہم اسکی نسبت کوئی حکم شرعی بیان نہیں کرسکتے - صرف امداد وفات کا حکم بیان کرتے ہیں - اور اسی کی نسبت استفتاء میں سوال ہے -

اس چندہ اور اسکے معاوضہ امداد کی نسبت دو ہی صورتیں فرض کیجاتی سکتی ہیں - جو اس سوال استفتاء میں درج ہیں - باقیماندہ دو صورتیں جو دوسری انجمنوں کی نسبت فرض کیگئی تہیں (یعنے فرادی فرادی ممبروں سے معاملہ قرض یا معاملہ ہبہ فرض کرنا اسلئے فرض نہیں کیجاسکتیں کہ یہیں چندہ دینے والے زندہ ممبر کا چندہ لینے والے متوفی ممبر یا اُسکے وارثوں سے نہ ہبہ کا معاملہ ہوسکتا ہو

نہ قرض کا۔ متوفی سے اسلئے نہیں ہو سکتا کہ بعد موت وہ اس معاملہ ہبہ یا قرض کا اہل نہیں رہتا اسکے وارثوں سے اسلئے کہ وہ ممبر نہیں ہوتے۔ لہذا اسمیں چندہ دہندہ زندہ ممبر اور انجمن ہی سے معاملہ ہو سکتا ہے جسکی حسب بیان سوال دو صورتیں ہیں۔

**اوّل صورت** یہ کہ ہبہ ہو اسمیں چندہ دہندہ واہب ہو۔ اور انجمن موہوب لہ۔ اور داخلہ و چندہ سالانہ و امدادی مال موہوب۔ اور اسکا بدل جو وفات ممبر کے بعد اسکے وارث کو ملتا ہے۔ عوض ہبہ یہ صورت شرعاً ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ روپیہ کا ہبہ روپیہ کے عوض میں ہے جسمیں اودھار۔ اور بڑھوتری دونو پائے جاتے ہیں جو بالاتفاق حرام ہیں چنانچہ مسئلہ دوم ثابت ہو چکا ہے۔

**دوسری صورت** کہ یہ اس معاملہ کو قرض فرض کریں چندہ دہندہ دائن۔ اور انجمن مدیون اور چندہ زر قرض۔ اور اسکے عوض ہیں جو وارثان دائن کو امداد ملتی ہے وہ عوض قرض یہہ صورت بھی یہاں ناجائز ہے۔ کیونکہ اسمیں دس یا پانچ کے بدلے سینکڑوں روپیہ دیا جاتا ہی جو کھلم کھلا سود قرض ہے اور [illegible] بیان ہو چکا ہے۔

اس معاملہ میں **تیسری صورت** (جو دوسری انجمنوں میں پانچویں صورت بنی تھی) قمار یا لاٹری کی بھی متصور ہے۔ گو وہ ایک ہی جانب (چندہ دہندہ کے حق میں) ہے۔ نہ انجمن کے حق میں وہ یہ ہے کہ چندہ دہندہ سے کسی موقعہ پر چندہ سالانہ یا امدادی ارسال کرنے میں قصور ہو جائے اور اسکی سزا میں وہ اپنے حقوق سے محروم کیا جائے۔ اسصورت میں اس معاملہ کے قمار یا لاٹری ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ دس یا پانچ روپیہ اسنے اس نیت سے دئے تھے کہ میرے مرنے کے بعد میرے وارثوں کو اسکے بدلے صدہا ملینگے۔ اور اس قصور سے وہ دس یا پانچ بھی ہاتھ سے گئے۔ اور چونکہ اس انجمن نے درخواست امداد وفات کو کسی عدد میں محصور نہیں کیا۔ بلکہ اسکی دفعہ ۵ و ۱۵ میں اسکی توسیع کی گئی ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ موجودہ ممبروں کی تعداد سے زیادہ درخواستیں آویں۔ اسصورت میں باوجود ممبر رہنے اور صدور قصور سے سزایاب نہ ہونے

کے اپنے دیئے ہوئے روپیے کم روپیہ ملے مثلاً دیئے ہوں چار سال میں اٹھالیس روپیہ۔ اور
ملیں صرف آٹھ روپیہ جو بعینہ لاٹری و قمار کی ایک صورت ہے۔ اور اگر اختیاری یا غیر اسباب
سے انجمن ہی ٹوٹ جائے تو سبھی لوگوں کے روپے بلا قصور ہاتھ سے گئے۔ اس انجمن نے اپنے
قواعد میں جائز طور پر واپسی روپیہ کا کوئی قاعدہ نہیں رکھا جس سے قمار یا لاٹری کا مظنہ پختہ
ہو گیا مسلمان ان باتوں کو سوچیں۔ اور بطمع خام مال کثیر آپنے دیئے ہوئے تھوڑی روپیہ کو معرض
ہلاکت میں نہ ڈالیں۔

یہ استفتار انجمن محمد محمدی برادران کا جواب ہے۔ اب ہم اس سوال کے پہلے جواب
کی طرف (جو ہمارے جواب کا مخالف ہے) اور وہ ضمیمہ میں منقول ہوا۔ توجہ کرتے ہیں
اور اس جواب کے مجیب مولوی صاحب بھینی سے مخاطب ہوتے ہیں۔

وہ جواب من اولہ الی آخرہ غلط ہے۔ اسکا ایک فقرہ ایک جملہ
صحیح نہیں ہے۔ مجیب صاحب (مولوی محمد حسن) نے نہ صورت واقعہ سوال کو سمجھا ہے
اور نہ اسکا [illegible] صحیح [illegible] دیا۔



یہ امر ہم اس جواب کی ذیل میں (جہاں ہم اُسکو نقل کر چکے ہیں) چند نوٹوں کے ضمن
میں جتلا چکے ہیں۔ اس مقام میں اسی اجمال کی تفصیل کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

اولاً۔ آپنے سوال کی فروگذاشت کو نہیں سمجھا۔ اور اس غلط سوال کو فتوے میں بلا
نکتہ چینی نقل کر دیا۔ اور اُسی غلط سوال کے مطابق جواب دے گئے۔ اس سوال میں شرط معاوضہ
کو ذکر نہیں کیا۔ آپ نے بھی پرچہ قواعد انجمن کو جو ہم لفِ سوال خدمت میں بھیجا تھا۔ بغور ملاحظہ
فرما کر اس شرط کا لحاظ نہ کیا۔ اور اس معاملہ کو تبرع و احسان محض بنا دیا۔ خود دھوکہ کھایا۔ اور
اپنے مستفتیوں خصوصاً اپنے مخدوم قاضی ظفر الدین صاحب کو دھوکہ دیا۔ (قاضی ظفر الدین
صاحب مدرس یونیورسٹی کالج لاہور ہمارے پرانے دوست اور اہل تعلق ہو کر ہمکو چھوڑ کر
آپ سے مستفتی ہوئے باوجودیکہ دو دفعہ لاہور میں (دوکان ملک ہیرا صاحب پر۔ اور مکان

میر ممتاز علی صاحب (مہتمم مطبع رفاہ عام پر) ہمنے اپنے رائے کا اُن پر اظہار بھی کر دیا تھا۔ اور اُنکی رائے کا تخطیہ[1] کرکے انکو کہدیا تھا کہ ایسے فنڈوں میں شرکت کے جواز پر کچھ دلائل وہ رکھتے ہیں تو انکو ہمارے پاس پیش کر کے انکا جواب ہمسے لیں۔ اُنہوں نے ہماری جگہ مولوی محمد حسن صاحب کیطرف رجوع کیا۔ جسکا صلہ یہ پایا۔

پھر آپ (۲) فرماتے ہیں "چندہ مذکور ہدیہ و احسان ہے۔ میرے خیال ناقص میں اسپر کوئی بحث نہیں ہوسکتی۔ کہ یہ چندہ کیوں ہدیہ ہے۔ کیونکہ عرف عام میں ہدیہ کا معنے جو مشہور ہے وہ اسپر ناطق ہے"

آپکے اس فقرہ پر جو دوسرا نوٹ ہمنے بصفحہ (۸) رسالہ کیا ہے۔ وہ بہت درست ہے۔ جس شخص کی کتب فقہ میں نظر ہو اس سے کبھی ممکن و متوقع نہیں کہ وہ احکام فقہیہ شرعیہ کو صرف محاورات عرفیہ اور عوام کی بول وچال سے ثابت کرے۔ اور پھر دعوے کرے کہ یہ امر طے شدہ ہے۔ محل بحث نہیں۔ اس سوال میں صرف یہی امر بحث طلب تھا جسکو اپنے عرف عام کے سپرد کیا اور [illegible] ہبہ یا [illegible] ہے جو بیع کھلاتا ہے۔ یا قرض یا لاٹری کی صورت ہے۔ ہمارا فتوے ملاحظہ ہو۔

پھر آپ (۳) فرماتے ہیں۔ ہاں البتہ یہ امر قابل بحث ہے کہ ایسا ہدیہ جسکے دینے سے ہدیہ دینے والے کو زیادہ لینے کی امید ہو کر کیونکر جائز ہے۔ اسکے تصفیہ کرنے کے واسطے کتاب اللہ سے اسوقت دو آئتیں میرے حافظہ میں ہیں۔ (۱) آیت سورہ روم وما اٰتیتم من ربا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ۔ (۲) آیت سورہ مدثر۔ ولا تمنن تستکثر۔

اس فقرہ کے متعلق بھی جو کچھ تیسرے نوٹ میں کہا گیا ہے بہت درست ہے۔

---

[1] جن الفاظ سے انکا تخطیہ کیا گیا تھا۔ ان الفاظ کا نقل کرنا یہاں ضروری نہیں۔ قاضی صاحب کو وہ الفاظ یاد ہونگے۔ قاضی صاحب بھول گئے۔ اور یاد دلانا چاہینگے تو ہم وہ الفاظ بیان کرینگے۔ وہ الفاظ لطف سے خالی نہیں ہیں

آپ کے حافظ نے آپکو ہدیہ وہبہ کی تعریف بتلادی - اور یہ بات آپ کے خیال اور سمجھ میں نہ آئی کہ صورت واقعہ سوال میں تو اس تنبول کا عوض لینا شرط ٹھرایا گیا ہے - جسکی نظر سے یہ تنبول ہبہ وہدیہ نہیں رہتا - بلکہ بیع ہو جاتا ہے - یا قرض اور اس معاملہ کی بیع یا قرض ہونے کی صورت میں بہت سی آیات محرمہ ربا واحادیث واقوال فقہا اس معاملہ کے ناجائز ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں - پھر ہم کیوں کہہ رہے ہیں کہ اس معاملہ میں زیادہ ملنے کی صرف امید ہے یعنے شرط نہیں - اور اُسکے تصفیہ کے لئے یہی دو آیتیں دلیل ہیں -

پھر آپ (۴) فرماتے ہیں مفسرین بالاتفاق اس کی (یعنے آیت سورہ روم) کی تفسیر میں یہی لکھتے ہیں - کہ وہ ہدیہ جسکے عوض میں زیادت کی امید ہو حلال ہے - پھر آپ نے معالم سے نقل کیا ہے کہ اکثر مفسرین اس ہدیہ کو حلال کہتے ہیں - اور فتح البیان سے نقل کیا ہے کہ یہ ایک جماعت مفسرین کا قول ہے - اور عکرمہ تابعی کا قول ہے - کہ ربا دو قسم ہوتا ہے - ربا حلال اور ربا حرام اور یہ ہدیہ ربا حلال ہے - اور دوسری آیت کی تفسیر میں فتح البیان سے ضحاک تابعی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت [illegible] کیونکہ آپ اشرف آداب واجل اخلاق سے مامور تھے - امت کیلئے حلال ہے "



حضرات ناظرین - آپ صاحبوں نے فتوی میں ملاحظہ فرمالیا ہے - کہ اُس معاملہ کے ناجائز ہونے پر ہمنے آیت سورہ روم یا سورہ مدثر سے استدلال نہیں کیا - اور جو حکم اس معاملہ کا ہمنے بیان کیا ہے وہ ان آیات سے استدلال پر موقوف نہیں - کیونکہ ہمارے نزدیک یہ معاملہ ہبہ بالعوض ہے - یا قرض ہے مشروط بشرائط ناجائز یا قمار و لاٹری اور اسکا عدم جواز آیات قرآنیہ محرمہ ربو واحادیث نبویہ واقوال فقہیہ سے ایسا ثابت کر دیا ہے - کہ اسمیں کسی کو مجال دم زنی نہیں ہے - لہذا ہمکو کوئی حاجت وضرورت نہیں ہے کہ آیت سورہ روم وسورہ مدثر سے اس معاملہ کا عدم جواز ثابت کریں - اور جو مولوی محمد حسن صاحب نے ان آیات سے جواز نکالا ہے اسکا جواب دیں ولیکن چونکہ مولوی محمد حسن صاحب نے ان آیات اور انکی تفسیر

کے متعلق سخت غلط بیانی کی ہے اور اُنکے بیان میں کمال درجہ کی دہوکہ دہی پائی جاتی ہے۔ اور ان آیات کا مطلب بیان کرنے میں اُنہوں نے اپنے مذہب حنفی کا بھی خلاف کیا۔ اور بلا ضرورت و بلا دلیل بعض شافعی وغیرہ علماء کی تقلید کو اختیار کیا ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہو کہ اُنکے دہوکہ دہی اور غلط بیانی کا اظہار کریں اور ان آیات کی صحیح تفسیر جو حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ اپنے ملک ناظرین خصوصاً حنفی مذہب کے تابعین کو سناویں۔ اور مولوی صاحب کی دہوکہ دہی سے اون کو بچاویں۔

مولویصاحب کا یہ دعوے کہ مفسرین بالاتفاق یہی لکھتے ہیں۔ کہ وہ ہدیہ جسکے عوض میں زیادت کی امید ہو حلال ہے۔ دو غلط گوئیوں پر مشتمل ہو جو لفظ **بالاتفاق** اور لفظ **یہی** کہہ کر آپنے کی ہیں۔ جنکا دوسرے عنوان سے یوں بیان ہو سکتا ہے۔ (۱) اس مقدمہ کے جواز میں مفسرین کا اختلاف نہیں۔ (۲) اس جواز کے سوا تمام تفسیروں میں اور کچھ نہیں لکھا۔ اور یہ دونو باتیں ایسی غلط و خلاف واقعہ ہیں کہ اُن ہی کی متمسکہ عبارات سے انکا غلط ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ تفسیر معالم کا لفظ اکثر المفسرین خود بتا رہا ہے کہ بعض مفسرین اکثر کے برخلاف عدم جواز کے قایل ہیں۔ ایسا ہی فتح البیان کا لفظ جماعت تفسرین اس اختلاف کی طرف مشعر ہے۔ علاوہ بریں **تفسیر بیضاوی** اور **تفسیر کبیر** میں صریح الفاظ کے ساتھ بھی اس ہدیہ کے جواز میں اختلاف ظاہر کیا ہے۔ ہم اسمقام میں ان آیات کا مطلب صحیح بیان کرکے اُسکی تائید میں تفسیر بیضاوی و تفسیر کبیر سے اختلاف نقل کرتے ہیں اور اُسکے ساتھ یہ بھی بیان کرینگے کہ حنفی مذہب (جس کی پابندی و تقلید کا مولویصاحب کو زبانی دعوے ہے) بھی اس مطلب کے مطابق و موافق ہے جو ہمنے بیان کیا ہے۔ اور اُسکے برخلاف مطلب کا جو دوسرے مفسرین نے بیان کیا ہے مخالف مولوی محمد حسن صاحب نے ان مفسرین کی تقلید میں اپنے مذہب حنفی کا خلاف کیا ہے۔

سورہ روم میں ارشاد ہوا ہے کہ جو تم بیاج (کے طور پر) دیتے ہو تاکہ وہ (بیاج) لوگوں کے مال میں بڑھے۔ سو اللہ کے

| وما آتیتم من ربوا لیربوا فی اموال الناس |
| --- |

فلا یربوا عند اللہ (روم ع ۴)

وما اٰتیتم من ربا۔ زیادة محرمة فی
المعاملة او عطیة یتوقع بہا مزید مکافاة

فلا یربوا عند اللہ فلا یزکو عنده ولا یبارک
فیہ (بیضاوی صـ۱۶۱ ج ۲)

ولا تمنن تستکثر (مدثر ع ۱)

ولا تمنن تستکثر۔ ولا تعط مستکثرا نہی
عن الاستغزار وهو ان یهب شیئا فی
عوض اکثر نہی تنزیہ او نہیا خاصا بہ
لقولہ علیہ السلام المستغزر یثاب من
ہبتہ (بیضاوی صـ۳۹۶ ج ۲)
فعلی التنزیہ فہی عام وان کان الخطاب
لہ صلی اللہ علیہ وسلم وامثالہ کثیر فانہ
اسلوب شائع فی القرآن وهو للمذهب
فان الاوامر والنواهی تکون عامة و
ان کان الخطاب خاصا مالم یدل دلیل
علی التخصیص (حاشیہ بیضاوی صـ۳۹۶)

ہاں نہیں بڑھتا (یعنے خدا اسمیں برکت نہیں
کرتا۔) تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ اس سے
مراد وہ ناجائز بڑھوتری ہے جو معاملہ بیع یا
قرض میں ہو یا وہ عطیہ جسکے بدلے زیادہ
لینے کی امید رکھی ہو۔ خدا اُسکو نہیں بڑھاتا
اور اسمیں برکت نہیں کرتا۔ اور سورہ مدثر
میں ارشاد ہے تو کسی پر اس نیت سے احسان
نہ کرے کہ اُس سے زیادہ لے۔

**تفسیر بیضاوی** میں ہے کہ اس
قول سے مراد یہ ہے کہ بہت لینے کی نیت سے
کچھ نہ دو۔ یہ استغزار (دہوکہ دیکر لوگوں کا مال
مارنا) کی ممانعت ہے جسکی صورت یہ ہے
کہ کوئی چیز اسکا عوض زیادہ لینے کے لئے ہبہ
کرے۔ یہ ممانعت عام مسلمانوں کے لئے
نہی تنزیہی ہے۔ یا یہ خاص آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے لئے ممانعت ہے۔

**بیضاوی کے حاشیہ میں** ممانعت کو
نہی تنزیہی ٹھرانے کی صورت میں یہ حکم عام ٹھرایا ہے۔ اگرچہ اس آیت میں خاص آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے خطاب ہے۔ اسکی مثالیں قرآن میں بہت ہیں۔ اور یہ قرآن کا
عدم دستور ہے۔ کہ اس میں خطاب خاص لوگوں سے ہوتا ہے۔ اور حکم عام ہوتا ہے
اور مذہب بھی یہی ہے۔

اور تفسیر کبیر میں بھی یہی دونوں قول نقل کئے ہیں۔ اول یہ کہ یہ حکم خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ آنحضرت کو اس فعل سے اسلئے منع کیا گیا ہے کہ آپکا منصب نبوت اس سے منزہ رہے۔ دوسرا قول یہ کہ امت کے حق میں بھی یہ امر منع ہے۔ اور یہ اسکے حق میں ربا کہلاتا ہے۔ اور اللہ تعالے نے سب کو اس فعل سے منع کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس فعل کی نہی بطور تحریم ہے۔

والسوال الثانی هذا النهی مختص بالرسول ام یتناول الامة ظاهر اللفظ لا یقتضی العموم وقرینة الحال لا تقتضی العموم لانه علیه السلام انما نهی عن ذلك تنزیها لمنصب النبوة اذ هذا المعنی غیر موجود فی الامة ومن الناس من قال هذا المعنی فی حق الامة هو الربا والله منع الکل من ذلك۔ السوال الثالث بتقدیر ان یکون هذا النهی مختصا بالنبی صلی الله علیه وسلم هو نهی تحریم او تنزیه الجواب ظاهر النهی [illegible] تفسیر کبیر جلد [illegible]

عبارت **فتح البیان** متمسکہ مولوی محمد حسن صاحب میں بھی بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شریف آداب اور اعلیٰ اخلاق سے مامور تھے اسلئے آپ پر یہ فعل حرام ہوا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ فعل بد ہے۔ شان آنحضرت کے لائق نہیں ہے۔ پس اگر یہ فعل امت کیلئے حرام نہ ہوگا تو مکروہ و ناپسند ضرور ہوگا۔ جیساکہ بیضاوی نے کہا ہے۔ اس نقل و تفصیل سے ثابت ہوا کہ ان آیات سے جو زیادہ لینے کی امید سے ہدیہ یا احسان کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض مفسرین اسکو ایک عام حکم ٹھہراتے اور اس نہی کو تنزیہی لکھتے ہیں بعض اسکو آنحضرت سے مخصوص کرتے ہیں۔ اور وہ اس نہی کو تحریمی قرار دیتے ہیں۔ امت کے لئے اسکے حلال ہونے پر مفسرین کا اتفاق نہیں ہے۔ اس سے مولوی محمد حسن صاحب کے ان دونو دعوؤں (۱) کہ مفسرین بالاتفاق اس فعل کو حلال لکھتے ہیں۔ (۲) اور تمام تفسیروں میں بجز اسکی حلت کے کچھ نہیں لکھا۔ غلط و خلاف واقعہ ہونا ثابت ہوا۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور علماء حنفیہ نے ان آیات کا مطلب کیا سمجھا ہے۔ اور اس ہدیہ کی نسبت جسکا مطلق عوض لینا (چہ جائے زیادہ) مقصود ہو انہوں نے کیا فرمایا ہے۔

اسی تفسیر فتح البیان میں (جسکی عبارت سے مولوی محمد حسن صاحب نے استشہاد کر کے آیت سورہ روم سے حلت ہدیہ مذکور نکالی ہے) اس آیت سورہ روم کی تفسیر میں لکھا ہے

قال المهلب اختلف العلماء فيمن وهب هبة يطلب بها الثواب فقال مالك ينظر فيه فان كان مثله ممن يطلب الثواب من الموهوب له فله مثل ذلك مثل هبة الفقير للغني۔ و هبة الخادم للمخدوم وهبة الرجل لاميره وهو احد قول الشافعي رح۔ و قال ابو حنيفه رح لا يكون له ثواب [illegible] وهو [illegible] قول الشافعي [illegible]
(فتح البیان ص ۵۳۹)

مہلب نے کہا ہے اس شخص کے ہبہ کی نسبت جو اپنے ہبہ سے اسکا عوض لینا چاہیئے۔ علماء کا اختلاف ہے امام مالک فرماتے ہیں ہدیہ کو دیکھنا چاہیئے اگر وہ ایسے شخص کی طرف سے ہے کہ ایسے لوگ اپنے ہدیہ سے اُسکا بدلہ لینا ہے چاہتے ہیں۔ جیسے فقیر کا ہدیہ غنی کو یا خادم کا ہدیہ اُس کے [illegible] یا کسی آدمی کا ہدیہ اس کے امیر کے حضور میں تو اُسکو ویسا ہی بدلہ ملنا چاہیئے اور یہی امام شافعی کا قول ہے **امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں** کہ اگر ہدیہ دینے والے نے عوض لینے کی شرط بوقت ہدیہ نہیں کی تو اُسکو بدلہ لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور یہی امام شافعی کا آخری قول ہے" (عوض و بدلہ لینے کی شرط ہو تو پھر وہ (حنفی مذہب میں) بیع ہے۔ جس کا حکم سابقاً بیان ہو چکا ہے۔

عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يقبل الهدية ويثيب عليها رواه البخاري۔ والمراد بالثواب المجازاة و اقله ما يساوي قيمة الهدية ۔ ۔ وقد

نیل الاوطار میں یہ حدیث حضرت عائشہ رض سے نقل کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور اسکا بدلہ دیتے پھر اُس بدلہ کی یہ تشریح کی ہے کہ وہ قیمت ہدیہ سے

استدل بعض المالکیۃ بھذا الحدیث علی
وجوب المکافاۃ علی الھدیۃ اذا اطلق
المھدی وکان ممن یطلب الثواب کالفقیر
للغنی بخلاف مایھبہ الاعلی للادنی وجہ
الدلالۃ منہ مواظبتہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن
حیث للمعنی ان الذی اھدی قصد ان
یعطی اکثر مما اھدی فلا اقل ان یعوض
بنظیر ھدیتہ وبہ قال الشافعی رح فی القدیم
والھادویۃ ویجاب بان مجرد الفعل
لا یدل علی الوجوب ولو وقعت المواھبۃ
کما تقرر فی الاصول وذھبت الحنفیۃ
والشافعی فی الجدید الی ان الھبۃ للثواب
باطلۃ لا تنعقد لانہ بیع بمجھول ولان
موضع الھبۃ للتبرع + + + وقد
کان بعض اھل العلم والفضل یمتنع ھو
واصحابہ من قبول الھدیۃ من احد اصلاً
لا من صدیق ولا من قریب ولا غیرھما
وذلک لفساد النیات فی ھذا الزمان
حکی ذلک ابن رسلان (نیل الاوطار
ص ۳۴ جلد ۵)۔

کم نہ ہو۔ یعنے زیادہ ہو تو ہو۔ اور پھر کہا ہے
اس حدیث سے بعض مالکی علما نے اسبات
پر استدلال کیا ہے۔ کہ ہدیہ کا بدلہ دینا واجب
ہے۔ جب ہدیہ دینے والا کچھ بے قید بولا ہو
اور وہ ان لوگوں میں سے ہو جو اپنے ہدیہ سے
بدلہ لینے کی نیت رکھتے ہیں۔ جیسے فقیر جو غنی کو
کچھ ہدیہ دے۔ بخلاف اس صورت کے
کہ اعلے شخص ادنے کو کچھ بخشے اس استدلال
کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے۔ کہ جنے اُنہ ہدیہ دیا اسکو
آپ نے بدلہ دیا۔ اور ایسا ہدیہ دینے والے کی
حالت یہی ہوتی ہے کہ وہ زیادہ لینے
کی نیت سے ہدیہ دیتا ہے۔ لہذا ضروری ہے
کہ اسکو قیمت ہدیہ سے کم نہ دیا جائے۔ اس
بات کے امام شافعی پرانے قول میں قائل
تھے۔ مگر حنفیہ قایل نہیں۔ اور اسی قول کے
امام شافعی آخر قایل ہوگئے۔ کہ بدلہ کی نیت
سے ہبہ باطل ہے۔ اور وہ درست ہی نہیں
ہوتا۔ کیونکہ وہ ایک مجہول و نامعلوم بیع ہے
اور نیز ہبہ محل تبرع و احسان ہے۔ نہ محل مبادلہ

پھر نیل الاوطار میں کہا ہے۔ کہ بعض اہل علم و صاحب فضل اور انکے صحبتی کسی کا ہدیہ

قبول نہ کرتے نہ دوست کا نہ قرابتی کا - اور نہ کسی اور کا - کیونکہ اس زمانہ (جسمیں وہ تھے) کے لوگوں کی نیت فاسد (یعنے عوض لینے کے) ہوتی ہے - ایساہی ابن رسلان نے نقل کیا ہے -

ان عبارات میں صاف صریح ہے کہ امام ابو حنیفہ اور انکے اتباع وغیرہ علماء اس ہدیہ کو جسکا عوض لینا مقصود ہو جایز نہیں رکھتے اور اسکے عوض کو حلال نہیں سمجھتے - اور وہ ان آیات قرآن کا وہی مطلب سمجھے جو ہمنے بیان کیا ہے - اور انکے ظاہری الفاظ سے ثابت ہوتا ہے -

مولوی محمد حسن صاحب نے ان اکابر مذہب حنفیہ کے اقوال کو چھوڑ کر بعض شافعی مفسرین اور عکرمہ ضحاک وغیرہ تابعین کی تقلید اختیار کر کے اس ہدیہ کو جسکے بدلہ زیادہ لینا مقصود ہو حلال کہا ہے - اور آیات قرآن کا جنسے اس ہدیہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے) صرف ان ہی علماء کی تقلید بلا دلیل سے مطلب بگاڑ کر بیان کیا ہے - اور اپنے مذہب کا صریح خلاف کیا ہے - +

مولوی محمد حسن صاحب نے اتنا نہ سوچا کہ ہم حنفی المذہب کہلاتے ہیں - پہر صرف ان شافعیوں یا بعض تابعیوں کی تقلید میں اس ہدیہ کو جو زیادہ لینے کی نیت سے دیا جاوے - باوجود اسکی ربا تسلیم کرنے کے کس دلیل سے حلال کہتے ہیں - اور ربا کی تقسیم دو قسموں (رباء حلال و رباء حرام) میں کس دلیل سے کرتے ہیں - اور اس ہدیہ کو حلال کہنے سے اپنے امام مذہب کی تقلید کیوں چھوڑے جاتے ہیں - +

افسوس مولوی صاحب نے اس فتوے کے پانچ صفحوں میں نہ تو کہیں حنفی مذہب کے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ یا انکے اتباع علماء کا کوئی قول پیش کیا - اور نہ کسی کتاب فقہ مذہب حنفی کا کوئی حوالہ دیا آیات قرآن سے اجتہاد کیا تو اسمیں شافعی علماء کی تقلید سے اپنے اصول مذہب حنفی کا خلاف کر کے آیات کا مطلب بگاڑا - احادیث سے استدلال کیا تو اسمیں اصل معانی احادیث کا خلاف کیا - اور صرف اپنی نافہمی کا اظہار کیا جسکا بیان و ثبوت عنقریب آتا ہے - اس استدلال میں بھی حنفی مذہب کو خیرباد کہا پہر بھی آپ حنفیوں کے بہائی حنفی اور انکے مفتی بنے ہوئے ہیں - تعجب ہے اور کمال تعجب ہے -

پھر آپ (۵) فرماتے ہیں کہ تحقیقی نگاہ سے دیکھا جاوے تو اسکا مطلب اُسکے بغیر کچھ ہو بھی نہیں سکتا۔ کہ عند اللہ ثواب اخروی مراد ہے۔

یہ بھی غلط اور محض غلط چنانچہ پانچویں نوٹ میں معروض ہوا۔ اس آیت کا یہ مطلب کیوں نہیں ہو سکتا کہ وہ مال ربو ہے۔ خدا تعالےٰ اسمیں برکت نہیں دیگا۔ یعنے دنیا میں بھی اسمیں برکت نہ کریگا۔ جیسے وہ آخرت میں موجب مواخذہ ہوگا چنانچہ بیضاوی وغیرہ سے نقل ہو چکا ہے۔

پھر آپ (۶) فرماتے ہیں۔ کشاف معالم وغیرہ میں بھی یہی مطلب ہے۔

اسپر جو صفحہ ۹۹ میں نوٹ کیا گیا ہے کافی ہے۔

پھر آپ (۷) فرماتے ہیں۔ احادیث میں اگر نظر کیجائے تو بہت سے شواہد اس قسم کے پائے جاتے ہیں۔

اسپر جو ساتواں نوٹ صفحہ ۱۰۰ میں کیا گیا ہے کافی ہے۔ علاوہ برآں یہ گذارش بھی ضروری ہے کہ آپنے بزعم خود آیات (انکے معنے بگاڑکر) پیش کیں۔ اور احادیث (انکے معانی میں غلط فہمی کا اظہار کرکے) بھی دکھائیں مگر فقہ کی کوئی روایت پیش نہ کی۔ اسمیں کیا سر ہے کیا یہی کہ فقہ مذہب حنفی آپ کی رائے کے مخالف ہی [illegible] تو بھلا

پھر آپ (۸) فرماتے ہیں۔ جار اللہ زمخشری حدیث نقل کرتا ہے۔

صاحب پہلے تو فرمایا ہوتا کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہی۔ اور اُسکی تصحیح کس محدث امام نے کی ہے۔ مفسرین امثال زمخشری کی نقل روایت حدیث بلا تخریج و تصحیح ائمہ لائق اعتماد نہیں ہی۔ یہ لوگ تو اپنی تفاسیر میں موضوعات لانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اور ایسی احادیث موضوعہ اپنی تفاسیر میں لائے ہیں۔ جنکے وضع کرنیکا واضعین نے اقرار کیا ہے۔ (رسائل اصول احادیث ملاحظہ ہوں۔)

پھر آپ یہ غور فرماتے کہ ہدیہ بالعوض نقود کا ہو تو وہ بیع صرف کے حکم میں ہی۔ اور اسمیں عوضین کا دست بدست اور بصورت ہم جنس ہونیکے برابر کا برابر ہونا باتفاق فقہ و حدیث واجب ولازم ہی۔ لہذا یہ حدیث صحیح بھی ہو تو علے الاطلاق لائق تسلیم نہیں۔ بلکہ یہ اس ہدیہ کو مخصوص ہے۔ جو

ربوی مال سے نہ ہو۔ جیسے ہدیہ شتر ہے جسکو معاملہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں اسکی تشریح نمبر ۹ میں ہو گئی ہے۔

**پھر آپ (۹) فرماتے ہیں۔** ایک اعرابی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹ ہدیہ کیا اسکے عوض میں چھ اونٹ مرحمت فرمائے۔ اعرابی غصہ ہوا۔ اور اسکو تھوڑا سمجھا۔

اسپر جو نوٹ نمبر ۹ میں مجملاً معروض ہوا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اونٹ وغیرہ حیوانات ربوی اموال سے نہیں ہیں۔ لہذا انکے تبادلہ میں تفاضل باتفاق مجتہدین اور نسیہ بقول جمہور مجتہدین جائز ہے (چنانچہ نیل الاوطار میں بصفحہ ۵۹ جلد ۵ نقل کیا ہے) اور احادیث و آثار صحیحہ میں آچکا ہے۔ کہ آنحضرت کی اجازت سے صحابہ نے بلکہ خود آنحضرت نے ایک حیوان کے بدلے کئی حیوانات دیئے ہیں۔ (نیل الاوطار ص۶۵ وص۶۶ جلد ۵ ملاحظہ ہو۔) لہذا اگر آنحضرت نے اس اعرابی کے ہدیہ کو جو عوض کا طالب تھا اور وہ چھ اونٹ لیکر بھی راضی نہوا تھا جائز رکھا۔ تو اس سے زیادہ لینے کی نیت سے روپیہ کے ہدیہ کا (جو آپکے خیال میں مقبول ہیں پایا جاتا ہے۔) جواز ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ روپیہ بالاتفاق ربوی اموال سے ہے جسکا ہدیہ بالعوض بیع صرف کہلاتی ہے جسمیں تفاضل اور نسیہ دونوں ناجائز ہیں۔ آپکے [illegible] ہی جو نوٹ نمبر ۹ میں نقل ہوئی ہے۔ "چندیں مدت فتویٰ نویسی کردی ہنوز زر و شتر را نشناختی"

**پھر آپ (۱۰) کہتے ہیں۔** ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جسکو کچھ ملجائے وہ بھی دے۔ یہ حدیث یہ یکدیگر بدلہ کرنا سکھاتی ہے۔ اور احسان عوض کی نیت سے سلف کرام کا معمول تھا۔

کمال افسوس کی بات ہے کہ نہ آپ حدیث کا مطلب سمجھتے ہیں اور نہ سلف صالحین کے حالات سے واقف ہیں۔ باینہمہ مفتی بن بیٹھے ہیں۔ اور کمال دلیری سے من گھڑت خیالات کو آنحضرت اور سلف صالحین کیطرف منسوب کرتے ہیں۔ اس حدیث میں تو ہدیہ لینے والے کو ہدایت ہوئی ہے کہ وہ ہدیہ کے بدلے کچھ دے اور اس حکم قرآن پر کہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنے نیکی کی بدلہ نیکی سے کرنا ہے عمل کرے۔ اسمیں ہدیہ دینے والے کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ کسی شخص پر احسان کر کے اسکے بدلے کا طالب ہو۔ اور اس آیت قرآن کا خلاف کرے۔

لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا - یعنے ہم اپنے احسان سے نہ بدلہ لینا چاہتے ہیں نہ اسکی شکرگذاری کے طالب ہیں - ہدیہ لینے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ترغیب کہ وہ اُسکا بدلہ دے - ایسے ہی جیسے قرضدار کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بوقت ادا قرض اصل قرض سے زیادہ دینے کی ترغیب دی ہے - اور یہ بات فرمائی ہے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے کہ ادا قرض میں احسان کرنے والا ہو یعنے اسمیں زیادتی کرے - لئے ہوئے سے بہتر دے

ان خیرکم احسنکم قضاءً (بخاری ومسلم)

چنانچہ اسحدیث کی مورد نزول میں بیان ہوا ہے - مگر اس حکم نبوی سے کوئی شخص نہیں نکال سکتا کہ قرض خواہ کو بھی اپنے قرض سے بہتر لینا اور اس نیت سے قرض دینا جائز ہے - جو شخص اس شرط یا نیت سے قرض دے کہ اپنے دیئے ہوئے سے بہتر لے - وہ باتفاق مجتہدین وشہادت فقہ وحدیث بدکار و سود خوار کہلاتا ہے - ایسا ہی وہ ہدیہ دینے والا ہے - جو اپنے دیئے ہوئے سے بہتر لینا چاہے - اور اس نیت سے ہدیہ دے - افسوس آپنے سلف صالحین کو بھی ایسا ہی سمجھا - اور اس وصیت کا خلاف کیا - [illegible]

اس قول میں آپنے سلف صالحین پر محض افترا کیا ہے - اور اُن کو بدکار و بدنیت ٹھیرایا ہے - اور طرفہ یہ طرہ کہ آپنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس فعل بد کا مصوب ومجوز قرار دیا - اور یہ سمجھ لیا ہے کہ عوض لینے کی نیت سے احسان کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود سکھایا ہے - اور یہ تعلیم آپکی اس عمل سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے احسان کے عوض احسان کیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو قرض کے ادا کرنے میں ابتدا احسان کیا - اور لئے ہوئے سے زیادہ دیا - پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسان بمقابلہ ہدیہ سے احسان بہ نیت عوض کی تعلیم ثابت ہوتی ہے . تو چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ادا قرض میں زیادتی کرنے سے قرضخواہ کو دیئے ہوئے سے زیادہ لینے کی نیت سے قرض دینا اور زیادہ لینا آپ جائز کردیں - اور

سود کا دروازہ اچھی طرح سے کھول دیں۔ عیاذاً باللہ من ذلک۔

پھر آپ (۱۱) کہتے ہیں۔ اس معاہدہ کو حرام کہنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ اس کا جواب گیارھویں نوٹ میں کافی دیا گیا ہے۔ صفحہ (۱۱) ملاحظہ ہو۔

پھر آپ (۱۲) کہتے ہیں۔ کہ ہمدردی کو حرام کہنا خدا جانے کس قاعدہ میں ہے۔ اور اگر وہ (۱۳) ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ ہمدردی کرنے والے کو دوسرے موقعہ پر اپنی ہمدردی مقصود ہے۔

ان باتوں کا جواب بھی کافی شافی دیا گیا ہے صہ (۱۱) ملاحظہ ہو۔

پھر آپ (۱۴) لکھتے ہیں۔ ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ جعفر کے جو شہید ہو گئے تھے اہلبیت کو کھانا کھلانا۔

اجی جناب حدیث کا مطلب آپ سمجھتے نہیں۔ پھر بار بار حدیث حدیث کیوں بولتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت جعفر کی وفات پر اہل بیت جعفر کو کھانا کھلانے کی ترغیب میں یہ بھی کہیں شرط یا ذکر ہے۔ جیسا کہ آپ کے حلال کردہ تنبول وفات میں بذریعہ رسائل و اشتہارات شرط کیا گیا ہے۔ کہ جو شخص اہل بیت جعفر کو کھانا کھلاوے وہ اپنی وفات کے بعد ویسا یا اس سے بڑھ کر اہل بیت جعفر سے یا ان کی جگہ ان کے وکیلوں سے اپنے وارثوں کے لئے کھانا ٹھہرا لے۔ اگر اس حدیث میں یہ ذکر ہے تو اسکا پتہ دیں کہ کہاں ہے۔ اور اگر نہیں تو پھر آپ نے یوں ہی بے سمجھے بے سوچے اس حدیث سے تمسک کیوں کیا۔ اور اس حدیث کو آپکے تنبول وفات سے کیا نسبت ہے۔

پھر آپ (۱۵) بزعم خود آپنے تنبول وفات کو اس حدیث کے مضمون مطابق ٹھہرا کر بڑی دلیری سے فرماتے ہیں کہ کیا حدیث منسوخ ہو گی۔

اسکا جواب بھی کافی شافی دیا گیا ہے۔ کہ حدیث منسوخ نہیں۔ آپ کی سمجھ منسوخ ہونے کے لائق ہے۔

اسمقام میں اسکی کسیقدر تفصیل کیجاتی ہے۔ آپنے **اوّلاً** تنبول وفات کو (جسکا عوض لینا مشروط ہے۔) اس طعام آل جعفر کی (جسکا کوئی عوض دنیاوی بجز ثواب آخرت مشروط ومقصود نہ تھا۔) مانند قرار دینے سے نافہمی کا اظہار کیا۔ **ثانیاً**۔ اس کہنے سے کہ "تنبول وفات کے عوض میں متوفی کے وارثوں نے تنبول دہندہ کے وارثون کی دستگیری کے یہ جتایا کہ آپ صورت واقعہ سوال ہی کو نہیں سمجھے۔ اور اسکا جواب دیتے ہیں۔ اس شخص کے قول پر چیے ہیں۔ جسنے اپنے مخاطب سائل کو کہا تھا۔ کہ میں تیرا سوال تو سمجھا نہیں۔ مگر اسکے جواب کو دیتا ہوں۔ بلکہ اس شخص سے بھی بڑہ گئے ہیں کہ اپنی کلام کو بھی جو جواب میں بولے ہیں نہیں سمجھتے۔ پھر آپ حدیث کو کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔

صورت واقعہ سوال میں تنبول وفات یا چندہ دینے والے زندہ ممبر ہین اور لینے والی انجمن جو اُنسے چندہ لیکر اپنا حصہ اسمیں سے رکھ کر باقی اپنی طرف سے متوفی ممبر کے وارثون کو دیتی ہے۔ ان وارثوں کو تو بالاستقلال و براہ راست کچھ دینا ہوتا ہے۔ اور نہ اُنسے کچھ لینا۔ وارث تو ممبر نہیں ہوتے۔ وہ تو ممبر کے حقیقۃ اشخاص ثالث کہلاتے ہیں۔ جو وفات ممبر کے بعد انجمن سے (نہ کسی ممبر سے) مال لیتے ہیں اور وہ دیتے کچھ بھی نہیں۔ جب تک کہ وہ خود ممبر نہ بنائے جاویں۔ پھر آپکا ممبر متوفی کے وارثون کو لینے اور دینے والا قرار دینا صورت واقعہ کو نہ سمجھنا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

اپنی کلام کو آپکا نہ سمجھنا یون ہے کہ قول آئیندہ میں ۱۶ آپ مجموعی ہیئت کو انجمن ٹہرا کر اُسکو معاہد اور چندہ لینے دینے والی کو قرار دیچکے ہیں۔ اور صاف لکھ چکے ہیں کہ "**وارثون سے تو کثرت کی امید نہیں کثرت کی امید ہے تو کثیر التعداد معاہدوں** سے امید ہے" باایںہمہ آپ اس قول ۱۵ میں وارثوں کو لینے و دینے والے قرار دیتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی کلام کا مطلب بھی نہیں سمجھتے۔

پھر آپ (۱۶) **کہتے ہیں**۔ غور سے سوچا جاوے۔ الخ



۳۴

غور کجا۔ ادنے فکر سوچ سے آپ کام لیتے تو یہ بات قلم سے نہ نکالتے۔ آپنے ایک ممبر کے اس ایک معاہدہ کو جو بوقت ممبر ہونے کے انجمن سے وہ کرتا ہے۔ (اسکی شرط معاوضہ سے انکھ بند کر کے) جایز بنالیا۔ اور پھر اس قسم کے صدہا معاہدات کے مجموعہ کو انجمن قرار دیکر اس دلیل سے جایز کر لیا کہ اس مجموعہ کی احاد کی حلت ثابت ہے۔ تو اس سے مجموعہ کی حلت بھی ثابت ہوئی۔ احاد کی حلت مجموعہ کی حلت کی علت ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔ اور بے معنے تک بندی۔ **اوّلاً** انجمن مجموعہ ممبروں کا نام ہے۔ نہ اُسکے معاہدات کا۔ آپ کی اس لفظی غلطی سے چشم پوشی کی جائے۔ اور آپ کے مطلب کی طرف (جو آپکے ان الفاظ سے نہیں نکلتا۔) نظر کی جائے تو **ثانیاً** آپکا یہ کہنا غلط ہے کہ احاد معاہدات فرداً فرداً جایز ہیں تو انکا مجموعہ بھی جایز ہوا۔

آجی جناب فرداً فرداً اُن معاہدات کو جو ہر ایک ممبر اور انجمن میں ہوتے ہیں کون جایز کہہ سکتا ہے۔ جبکہ خدا تعالے۔ اور اسکا رسول اور ائمہ مجتہدین بالاتفاق ان کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ان معاہدات کی [illegible] اُنکو ناجائز کر دیا ہے۔ اور خدا و رسول نے اُنکے عدم جواز کا حکم صادر کر دیا ہے۔ چنانچہ ہمارے جواب میں تشریح بیان ہوا آپنے اُن معاہدات کے شرط کی طرف خیال نہیں کیا اسلئے اُنکی حلت کا آپ کو وہم ہو گیا ہے اور جب وہ احاد ناجائز ٹھرے تو بقول آپکے انکا مجموعہ بھی ناجائز ہوا۔ اور یہ شہادت دلیل و اصول مقرر کردہ آپکے احاد کی عدم حلت مجموعہ کی عدم حلت کی علت ٹھرے۔ پہلے آپ ایک معاہد کو جو ممبر اور انجمن میں ہوتا ہے کسی دلیل کتاب اللہ یا سنت یا اقوال مجتہدین امت خصوصاً مذہب حنفی سے جایز ثابت کریں۔ پھر اس قسم کے مجموعہ معاہدات کی حلت کا نام نہیں۔ ورنہ ایسے اجتہاد سے سکوت کرنا مناسب سمجھیں۔ ۵

آنانکہ چشم بر گل تحقیق وا کنند　+　از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در مسئلے کہ غیر خموشی علاج نیست　+　بیہودہ است تکیہ بچون و چرا کنند

-38

پھر آپ[١٧] نے ایک جرنیل اور وزیر کا معاہدہ نقل کیا - اور پھر دعوٰے[١٨] کیا ہے کہ وہ معاہدہ اس معاہدہ انجمن کا ہمشکل ہے - اسکا جواب نوٹ نمبر ١٧ و ١٨ - میں کافی وشافی دیا گیا ہے - اخیر میں آپنے اپنے اس قول نمبر ٦ کا اعادہ کیا - اسکا جواب بھی قول نمبر ٦ - ١ - کے جواب میں ادا ہوا - آپکا اعادہ تکرار بلا فایدہ ہے -

اس بیان سے آپ کے فتوے کا جواب ادا ہو گیا - اور کوئی فقرہ کوئی جملہ اسکا صحیح باقی نہ رہا - اب آپ انصاف سے کام لیں - ہمارے فتوے کو مان لیں - یا ہمارے دلائل کا جواب دیں - اور حنفی مذہب کے رو سے ثابت کر دیں کہ یہ تنبول وفات جسکے عوض میں زیادہ لینا مشروط ہو جایز ہے *

فٹ نوٹ متعلق صفحہ ایک صورت لاٹری کی وہ بھی ہے جو حکیم امام الدین صاحب عطر فروش امرتسر نے نکالی ہے اور وہ انکی اشتہار انعام ایکسو پانچ روپیہ ایک کارڈ پر لفظ قیصر ہند کثرت سے لکھنے والے کیلئے مندرجہ پیسہ اخبار ١٦ جولائی ١٨٩٨ وغیرہ میں مشتہر ہوئی ہے کہ جو شخص ایک روپیہ پیشگی بھیجدے ہمکو ایک کارڈ ملیگا جسپر وہ لفظ مذکور کثرت سے لکھے - [illegible] نمبر پنجم کو جسکا نمبر اس سے کم رہیگا اسکا روپیہ داخل خزانہ حکیم صاحب ہوگا - بہت سے عقلمند اس خیال سے کہ اگر آگئے تو پچاس روپیہ یا ؏ یا ؏ یا ؏ یا ؏ آئینگے - گیا تو ایک روپیہ جائیگا - اس لاٹری میں شریک ہونگے - اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنینگے جسکا اجر حکیم صاحب کے اور ان اخبار والوں کے جنہوں نے اس اشتہار کو درج اخبار کیا ہے نامہ اعمال میں داخل ہوگا - افسوس مسلمانوں کی ناواقفی کس حد تک پہنچ گئی ہے اور اقوام غیر کی تقلید نے کیسی سرایت کر گئی ہے - ؟ مسلمان اخبار نویس مسلمانوں کے لیڈر (رہنما) کہلاتے ہیں - مگر وہ شرعی جواز و عدم جواز کی کچھ پروا نہیں کرتے جو اشتہار کوئی اجرت دیکر چھپوانا چاہے وہ اسکو اخبار میں چھاپ دیتے ہیں - *

ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعام ریاست حیدر آباد کی لاٹری جسکا بیان مفصل صفحہ آئندہ سے شروع ہے اسی قسم کی لاٹری ہے -

اگر مولویصاحب ایسا نہ کریں (اور یہی اُنسے امید ہے) تو اسلامی انجمنیں خصوصاً اُنکے مستفتی (انجمن محمدی برادران لاہور) اُنکے فتوے اور ہمارے جواب کو (جو اصل سوال کا جواب ہے۔ یا جو ان کے فتوے کے ردّ میں لکھا گیا ہے) حنفی علماء وقت کے سامنے (جو نئی روشنی کی جھلک میں نہ آئے ہوئے ہوں) پیش کریں۔ پھر اگر وہ حضرات حنفی علماء ہمارے جواب کو حق اور حنفی مذہب کے مطابق قرار دیں تو وہ اسلامی انجمنیں خدا سے ڈر کر اس جواب پر کاربند ہوں۔ اور مسلمانوں کو سود خواری اور قمار بازی سے بچا دیں۔

## ضمیمہ مضمون

### (جس میں ایک سوال متعلق لاٹری کا جواب ہے)

اس ضمیمہ میں حسب وعدہ صہ ۲۷ نمبر ۱ جلد ہذا ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعام ریاست حیدر آباد کا استفتاء فارسی بالفاظہ نقل کر کے پھر اسکا خلاصہ اُردو میں بیان کرکے تفصیل اسکے متعلق جو ڈپٹی صاحب نے اسکا جواب دیا ہے۔



## سوال

شخصے برائے کار خیرے مثل بنائے مسجد یا مدرسہ یا آشخانہ مساکین وایم۔ یا بیمارستانے یا کتب خانہ عموی وغیرہم من امور المصالح العمومیہ میخواہد سرمایہ معتد بہ جمع سود و برائے اجتماع آں این حیلہ مے تراشد کہ از ہر یکے کہ اعانت شود بنام آنہا از جملہ راس المال بر نصفے یا ثلثے کہ منقسم بحصص متساوی یا غیر مساوی باشد قرعہ مے اندازد و بخششی کہ بنام ہر کسے از معاون کار خیر آید بدو بخشد و باقی را بآں کار صرف میکند آیا از روئے شرع جمع کردن مال بدین وجہ درست خواہد بود۔ یا خیر۔ وصرف آن مال مجتمعہ بدین وجہ در آں کار خیر جائز است یا نہ و گرفتن بخششیکہ بنام ہر کسی کہ از معاونین خیر بروی قرعہ بر آمدہ باشد بدو جائز ست یا نہ و بظاہر مبادر و مباشر این عمل از این حیلہ ہم اہتمام آں کار خیر و ہم اعانت معاونین خیر نمودہ است و

مال مجتمعہ مالیت کہ برضائے کل مفدی بہ بعض آنہاست وچوں ہر یکے ز معاونین در نفس اعانت مساوی اند لابد برائے ترجیح قرعہ انداختہ وحق بعض را بر بعض راجح ساختہ کہ در تساوی حقوق برائے ترجیح ایں عمل مسنون ومشروع است وگیرندہ بخش بقرعہ برآمدہ چوں راجح بصدقہ خودش نیست کہ مالیکہ بدو رسیدہ ظاہر ست کہ از دیگراں ست نہ از وے وہم نیت وقصد او را درآں دخلے نیست تا رجوع لازم آید وہم از تبدیل قبضہ صدقہ نماندہ بلکہ ہدیہ است۔ لہذا ممنوع نخواہد بود ونیز ربائے تواند شد زیرا کہ درآں عین مقدار تزائد وگرفتن آں ہر دو سعین ولازمی میباشد بروجہ دین ومعاہدہ۔ درینجا ہر دو نیست بلکہ محض اتفاق ست کہ گیر بیاید یا نہ۔ واگر بیاید ہم معلوم ومعین نیست کہ چہ بیاید وہیچ شئے شرط مفضی الی النزاع وفاسد نیست تا ابطال عمل لازم آید ویا محذور شرعی داشتہ باشد وہم ایں صورت میسر وقمار وازلام نیست کہ برآں حکمش مترتب گردد چنانکہ ظاہر است بلکہ ازیں عمل تحریص معاونین خیر بسبیل ترویجے صورت شود باجماع اہل اسلام عوض شرعی ہماں تواند بود کہ مفضی الی النزاع [illegible] نباشد بلکہ اعم ازیں کہ نفسے باشد یا مالی یا عرضی بنفس خودش یا بدیگرے رسانند ویا مخالف اخلاق بودہ باشند یا مبائن منی نص صریح وبظاہر درایں امر ہیچ چیزے ازیں یافتہ نمے شود۔ پس جوابیکہ حاوی ایں جملہ مذہب باشد تحریر گردد۔

جواب بدیں نام ونشان لطف شود۔ گلبرگہ۔ ملا عبدالقیوم ڈپٹی کمشنر انعام سمت جب ریاست نظام۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص مسجد یا مدرسہ بنانے کے لئے لاٹری کے ذریعہ سے چندہ جمع کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ مثلاً اس مضمون کا اشتہار دیتا ہے کہ جو لوگ اس کار خیر کے لئے پانچ۔ یا دس یا پچاس روپیہ چندہ بطور ہدیہ یا صدقہ اسکو دینگے۔ ان سب کے نام لکھ کر وہ ایک صندوق میں ڈال دیگا۔ پھر انمیں سے بطور قرعہ اندازی (جو امر مسنون ہے) دس یا بیس یا پچاس اشخاص کے نام نکال کر اُن سب اشخاص کو کل جمع شدہ سرمایہ کا

نصف یا ثلث بحصہ مساوی (اگر ان سب کا چندہ متساوی ہوا) یا غیر مساوی (اگر بعض کا چندہ زیادہ بعض کا کم ہوا۔) حسب حیثیت اُن کے چندہ کی تقسیم کردے گا۔ اور باقی نصف یا دو ثلث اس کار خیر میں صرف کرے گا۔

ڈپٹی صاحب فرماتے ہیں کہ اسصورت کی لاٹری کی شرعی وجہ ممانعت کوئی معلوم نہیں ہوتی۔

(۱) اگر یہ خیال کیا جائے کہ اس صورت میں روپیہ دینے والے اپنے دیئے ہوئے صدقہ میں رجوع کرتے ہیں تو یہ صحیح نہیں ہے۔

اوّلاً۔ اسلئے کہ جو روپیہ کوئی لیتا ہے وہ اس کا دیا ہوا نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسروں کا دیا ہوا ہوتا ہے۔ جو اسکے دیئے ہوئے روپیہ سے بمراتب بڑھ کر ہوتا ہے۔

ثانیاً۔ اسلئے کہ اس کی نیت اپنا صدقہ لینے کی نہیں ہوتی۔

ثالثاً۔ اسلئے کہ وہ صدقہ متصدق علیہ (لاٹری انداز) کے ہاتھ میں پہنچکر صدقہ نہیں رہتا۔ بلکہ وہ تبدل قبضہ کی وجہ سے ہدیہ ہوتا ہے۔

(۲) اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ ربا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے

اوّلاً۔ اسلئے۔ ربا قرض میں ہوتا ہے۔ (نہ ہدیہ یا صدقہ میں۔)

ثانیاً۔ اسلئے کہ ربا میں تعین مقدار و یقین حصول ضروری ہے۔ اور یہاں جو ملتا ہے محض اتفاق سے ملتا ہے۔ پہلے سے کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کچھ ملیگا یا نہ ملیگا۔ اور اگر ملے گا تو کیا ملیگا۔

(۳) اور اگر اسمیں کوئی نزاع یا جھگڑا پیدا ہونے کا خیال ہو یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لاٹری میں کوئی نزاع پیدا نہیں ہوتی سب لوگ اتفاق کے ساتھ مان لیتے ہیں۔ کہ جنکے نام قرعہ نکلے وہی روپیہ لے لیں۔ باقی سب لوگوں نے اپنا اپنا حق اُن ہی لوگوں کو دے دیا۔ +

(۴) اسمیں صورت قمار وازلام بھی پائی نہیں ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے۔
(ڈپٹی صاحب وجہ ظہور کو بیان نہیں فرمایا۔ گویا اُسکو بدیہی امر قرار دیا۔ تعجب ہے)
(۵) اسمیں کوئی اخلاقی برائی بھی نہیں ہے۔
(۶) یہ نصوص صریحہ شرعیہ کی بھی مخالف نہیں (ان دونو وجوہات کو بھی ڈپٹی صاحب نے بدیہی سمجھ کر مدلل نہیں فرمایا۔ اور ہم کو تعجب وافسوس کرنے کا موقعہ دیا۔) ڈپٹی صاحب فرماتے ہیں کہ جب ان وجوہات محرمہ سے یہ لاٹری پاک اور بری ہے۔ تو پھر کیوں ناجائز ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس سے مقصود کسی کی ذاتی غرض نہ ہو۔ بلکہ عام کار خیر ہو۔

# الجواب

اول تو اس لاٹری میں وہ وجوہات بتمامہا پائی جاتی ہیں جنکے پائے نہ جانیکا ڈپٹی صاحب نے دعوے کیاہے۔ اور ان سب وجوہات سے یہ لاٹری ناجائز ہے۔
(۱) رجوع فی الصدقہ اسمیں موجود ہے۔ اسکے موجود ہونے پر جو پہلی دلیل ڈپٹی صاحب [illegible] ضعیف سی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جو روپیہ بطور صدقات کے آتا ہے وہ بظاہر ایک ہی جگہ رکھا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہر شخص کا روپیہ ایک جدا ٹوپی میں جسپر اسکا نام مکتوب ہو رکھا جاتا ہو۔ لہٰذا قرعہ کے ذریعہ سے روپیہ لینے والے جو روپیہ لیتے ہیں اپنا دیا ہوا لیتے ہیں۔ گو اسکے ساتھ اوروں کا دیا ہوا روپیہ بھی ملا ہوتا ہے۔ جس سے رجوع فے الصدقہ حلال نہیں ہوسکتا جیسے زید نے عمرو کو ایک روپیہ بطور صدقہ دیا۔ پھر اس سے وہ ایک روپیہ اس کے ساتھ۔ اور دس روپیہ ملا کر لے لئے جس کی نسبت کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ رجوع فی الصدقہ نہیں۔ اور جائز ہے۔ ہاں اگر ہر شخص کا روپیہ جدا جدا رکھا جائے اور ایک کو دوسرے کا روپیہ دیا جاوے تو پھر رجوع فے الصدقہ لازم نہ آئیگا۔ مگر ایسا وقوع میں نہیں آتا۔
دوسری دلیل۔ ڈپٹی صاحب کا جواب یہ ہے کہ اس صدقہ دینے کے وقت